OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

قرآنی تناظر میں عرب کی جاہلانہ رسومات کا جائزہ اور جوابات

A Review and Answers to the Ignorant Rituals of Arabia in the Quranic Context

Muhammad Sadiq
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies Qurtuba University Peshawar.
Email: qarimsadiq@gmail.com

Atta Ur Rahman
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies Qurtuba University Peshawar.
Email: profrafi313@gmail.com

Rafi Ullah
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies Qurtuba University Peshawar.
Email: profrafi313@gmail.com

Received on: 05-02-2022 Accepted on: 10-03-2022

Abstract

There is no doubt that the Prophethood of Muhammad(ﷺ) is a great blessing for humanity. His teachings were a guiding light for the wild and ignorant nation living in the rockymountains and deserts of Arabia. Even though those people were immersed in ignorance, they embraced the teachings of Prophethood and distinguished between good and evil. They reformed their beliefs and found salvation from moral vices. As a result, they not only became the best individuals in society but also received the glad tidings in the Noble Quran that they were pleased with Allah, and Allah was pleased with them.The ugly customs prevalent in the Arab tribes, which were part of their traditions and religion, were condemned by the divine laws revealed in the Quran. These laws served as a means of recognizing their true identity and revealed the essence of relationships. They purified themselves from moral vices and were provided with guiding principles to lead their lives. The evaluation of these reprehensible customs and their Quranic responses are presented below:

Keywords: Ignorant Customs, Prophet's Teachings, Moral Vices, Quranic Answers, Divine Decree.

لفظ جاہلیت کی لغوی تحقیق:

جاہلیت اخذ ہے لفظ ''جہل'' سے جس کے لغوی معنی انجان ہونا ہیں۔ یا ایسا فعل ختیار کرنا جس کی بابت علم نہ ہو۔اس لفظ کے دوسرے معنی دل میں کسی شے کی بابت خلافِ حقیقت یقین رکھنا بھی ہو سکتے ہیں(1)۔

اصطلاحی تحقیق:

اصطلاحی اعتبار سے جاہلیت کے معنی اپنی اصل سے ناواقف ہونا مثلاً اللہ، نبی، شریعت کی پہچان سے لاعلمی اور اپنے آباؤاجداد کی جہالت پر

آنکھیں بند کر کے چلنا، حسب ونسب پر گھمنڈ، حسد وبغض اور ہٹ دھرمی پر قائم رہنا ہیں(2)۔

عربوں کی جہالت:

اسلام سے قبل عربوں کی تہذیبی، سماجی اور تمدنی حالت کو دورِ جاہلیت کہا جاتا ہے۔اس دور میں ہر طرف تاریکی کا راج تھا۔طاقتور کو معاشرے میں بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ہر طرف جنگل کا قانون تھا۔اسلام سے قبل عربوں کی بے راہ روی کا یہ عالم تھا کہ اپنی جاہلانہ رسموں کو باعثِ فخر سمجھتے ہوئے اسے اپنے لئے عظیم مرتبہ تصور کرتے تھے۔اپنی جاہلانہ غیرتوں کو اشعار کی زینت بناتے۔انہیں محفلوں میں ذکر کرتے اس پر فخر کرتے اور اپنے آباؤاجداد کو تحسین پیش کرتے تھے۔عرب کے جاہل شعراء بھی کچھ کم نہ تھے۔ان کے اشعار اور کلام سے اخلاقی گراوٹ اور فحاشی کی پیروی عام ظاہر ہوتی ہے۔معاشرے کا منہ پھٹ شخص دلیر اور معتبر سمجھا جاتا تھا۔عائلی زندگی جاہلانہ رسوم ورواج کا شکار تھی۔خواتین معاشرے میں بھیڑ بکریوں کی مانند زندگی گزار رہی تھیں۔مذہبی عقائد کا جنازہ نکل چکا تھا۔معاشرہ زبوں حالی کا شکار تھا۔بچیوں کو زندہ درگور کر دینا، جوا، شراب ہر قسم کی اخلاقی برائیاں باسیوں کا مشغلہ تھیں۔ہر طرف شرکیانہ توہمات کی بھرمار تھی۔زندگی ابہام کا شکار تھی۔دیویدیوتاؤں کی پوجاپاٹ، نذریں اور انسانی قربانیاں،ایسی کون سی برائی تھی جو عرب انجام نہ دیتے تھے۔قرآن کریم نے ان کی جاہلیت کا تذکرہ یوں کیا ہے۔افحکم الجاھلیۃ یبغون ترجمہ: کیا یہ لوگ جاہلیت کے دستور کے خواہاں ہیں(3)؟

عرب کی جاہلیت کا اندازہ ان واقعات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جنہیں قصص اور تاریخ کی کتابوں نے محفوظ کیا ہے۔داحس وغبراء کی گھڑدوڑ ہو(4)۔یابسوس نامی بڑھیا کو زخمی کرنے جنگ کا تذکرہ(5)۔مویشیوں پر جھگڑا ہو یا کسی معمولی نوعیت کا واقعہ اکثر ان کی جنگیں نسل در نسل چلتی رہتی تھیں۔یوں قبائل کے قبائل اجڑ جاتے تھے۔قرآن نے ان کی اصلاح کی اور بنیادی عقائد سے لے کر جزئیات تک ہر لحاظ سے رہنمائی کی۔حتیٰ کہ ہر طرف نورِ قرآنی پھیل گیا اور اہلِ عرب ان بدعات ورسومات کو پہچان گئے جن کے باعث ان کی زندگی اجیرن تھی۔

عربوں کی جاہلانہ رسومات کا قرآنی تجزیہ وجوابات:

(1)حج کیلئے آمدورفت:

اہل عرب کا رواج تھا کہ جب حج کے ایام آتے تو حج کیلئے جس دروازے سے نکل پڑتے۔واپسی اس دروازے سے نہ کرتے تھے کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ حج ان کے مکروہ افعال کیلئے کفارہ ہو چکا ہے اور اب وہ پاک وصاف ہیں۔حج کیلئے روانگی کے وقت چونکہ وہ گنہگاری کی حالت میں گھر کے دروازے سے نکلے تھے اس لئے اب اس دروازے سے پاکی کی حالت میں داخل نہ ہوں گے۔چنانچہ وہ لوگ گھر کی عقب والی دیوار توڑ کر اندر داخل ہوتے یا سیڑھی لگا کر دیوار پھلانگتے تھے۔قرآن کریم نے ان کی اس جہالت کا تذکرہ یوں کیا ہے۔ولیس البر بان تاتو البیوت من ظھورھا ولکن البر من التقی واتوالبیوت من ابوابھا۔ترجمہ: اور یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں عقب سے داخل ہو بلکہ نیکی تو اس کی ہے جس نے تقویٰ داری اختیار کی اور گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہوا کرو۔(6)

اس آیت کریمہ میں واضح کیا گیا ہے کہ یہ عمل ان کا اپنا گھڑا ہوا تھا جسے وہ نیکی سمجھتے تھے۔قرآن نے رد عمل دیتے ہوئے واضح کیا کہ مذکورہ

بدعات نیکی نہیں ہے۔ بلکہ نیکی کا حصول تقویٰ داری میں پنہاں ہے۔ اس لئے اس رسم کا خاتمہ کیا اور بلا دلیل زندگی کو مشکل بنانے کی تردید کی اور آسان کیا کہ جس طرح عام حالات میں آمد ورفت رہتی ہے بعد از حج بھی اپنی آمد ورفت کو بے جا رسومات کے باعث مشکل کا شکار نہ کریں۔

(2) بت پرستی اور توہم پرستی:

اہل عرب بت پرستی اور توہمات پرستی کا بری طرح شکار تھے۔ ہر قبیلے نے اپنے لئے ایک بت مختص کر رکھا تھا جسے خدا کا درجہ دیتے۔ علاوہ ازیں بہت سے دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں بھی بنا رکھی تھیں۔ جنہیں پوج کر اور ان کے نام چڑھاوے دے کر پجاری اپنی مجازی تسکین کرتے اور اسے مذہب کا لازمی حصہ گردانتے تھے۔ بعض قبائل نے سونے چاندی کے بت بنا رکھے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ ان کیلئے باعثِ تقربِ خدا ہے۔ ان میں چند قبائل کے بتوں کے نام ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے۔ ود دومۃ الجندل کا بت تھا جبکہ سواع قبیلہ بنو ھذیل کا بت تھا، یغوث قبیلہ بنو عطیف کا، یعوق قبیلہ ھمدان جبکہ نسر قبیلہ حمیر کا بت تھا(7)۔ اسی طرح اساف اور نائلہ کا ذکر ملتا ہے جنہیں ان جاہلوں نے اپنی جاہلیت کے سبب صفا اور مروہ کی پہاڑی پر نصب کر رکھا تھا حال یہ کہ یہ دونوں بت بدکاری کے سبب انسانوں سے پتھر بنائے گئے تھے۔ ملاحظہ کریں آیت کی تفسیر ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ(8)۔ اسی طرح خانہ کعبہ کو اپنی توہم پرستی کے باعث بت کدہ بنا رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا اور حج کی روح کو زندہ کیا۔ حج کے شعائر اور مناسک کی اہمیت اجاگر کی۔ قوم کو وحدانیت الٰہی کی تعلیم دی۔ ارشادِ خداوندی ھے ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما(9)۔ ایک اور مقام پر فرمایا فلا تجعلوا للہ اندادا ترجمہ: اللہ کیلئے شریک نہ بناؤ(10)۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔ جس نے اللہ کے ساتھ شریک کیا اس نے عظیم بہتان باندھا(11)۔ اسی طرح ان میں توہم پرستی بھی عام تھی کہ ان کے ارباب اختیار ہدایت پر ہیں بس وہ جو کہتے ہیں درست کہتے ہیں۔ پس ان کی اندھی تقلید ہی انہیں نجات دے گی۔ حال یہ کہ یہی اربابِ اختیار مذہبی رہنما انہیں دونوں ہاتھوں سے لوٹتے اور ان کے عقائد کے ساتھ کھلواڑ کرتے تھے۔ ارشادِ ربانی ہے۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابامن دون اللہ-----الخ ترجمہ: انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی حال یہ کہ انہیں ایک اللہ کی عبادت کا حکم ہوا تھا اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے(12)۔

(3) متبنیٰ کا رواج:

متبنیٰ عربی میں منہ بولے بیٹے کو کہتے ہیں(13)۔ اہلِ عرب میں یہ رواج عام تھا کہ جب کسی کو منہ بولا بیٹا بنالیتے تو اسے اپنے بیٹے کی مانند سمجھتے تھے اور اسے میراث میں بھی شریک تصور کرتے تھے۔ یوں اس متبنیٰ کی بیوی کو اپنی بہو خیال کرتے اور بعد از مرگ بھی اسے اپنے لئے حرام ہی سمجھتے تھے۔ اہلِ عرب کے اس تصور سے معاشرے میں بہت سے برائیاں جنم لینے لگیں۔ اصل رشتوں کی پہچان منہ بولے رشتوں میں خلط ملط ہونے لگی اور معاشرہ اونچ نیچ کا شکار ہو گیا۔

متبنیٰ کا رواج اس حد تک فروغ پا گیا کہ جب رسول ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کو محبت اور اخلاص کے باعث والدین کی محبت ٹھکرانے

کے نتیجے میں اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تو لوگ انہیں بھی زید بن محمد ﷺ پکارنے لگے۔ اللہ نے آیت مبارکہ نازل فرمائیں۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ۔ترجمہ: محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں (14)۔

اسی طرح واضح کر دیا ادعوھم لاباءھم ھو اقسط عند اللہ ۔ترجمہ: انہیں اپنے باپوں کی نسبت سے پکارو یہی اللہ کے ہاں زیادہ انصاف والی بات ہے (15)۔

اسی طرح اللہ تعالی نے اس قبیح رسم کا بھی خاتمہ کیا جس کی رو سے منہ بولے بیٹے کی بیوی کو اپنی بہو سمجھا جاتا تھا اور اس سے نکاح کی ممانعت تھی۔ اللہ نے رسول ﷺ کے متبنیٰ حضرت زید بن حارثہ کی مطلقہ جو رسول ﷺ کی پھوپھی زاد حضرت زینب تھیں۔ ان سے رسول ﷺ کو نکاح کرنے کا حکم دیا۔ اگرچہ اہلِ کفار واویلا کرنے لگے (16)۔ لیکن اللہ انصاف پسند کرتا ہے اور انصاف سے گزر بسر کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ چنانچہ رسول ﷺ نے عرب کی پرواہ کئے بغیر حضرت زینب سے نکاح کیا اور عرب کی اس قبیح رسم کا خاتمہ ہوا۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ فلما قضیٰ زید منھا وطرا زوجنٰکھا۔ ترجمہ: پس جب زید نے حضرت زینب سے اپنی غرض پوری کرلی تو ہم نے اسے تیرے نکاح میں دے دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالکوں کی بیویوں کے بارے میں کسی طرح کی تنگی نہ رہے (17)۔

(4) خانہ کعبہ کی حرمت:

خانہ کعبہ زمین پر اللہ کا پہلا گھر اور ابتدائے نبوت سے ہی اس گھر کا طواف ہوتا چلا آرہا ہے جسے بڑی تعظیم والا عمل مانا جاتا ہے۔ دورانِ زمانہ مذہب سے دوری پیدا ہوتی چلی گئی تو حج کی حقیقی روح کو اہلِ زمانہ نے اپنی جاہلیت کے باعث مسخ کر ڈالا۔ یوں جو مناسک حرمت و برکت سے بھرپور تھے۔ انہیں جہالت نے روند ڈالا اور ان کی جگہ بے معنی اور لاحاصل رسومات ان کی عبادات کا حصہ بنتے چلے گئے۔ اسلام سے قبل بھی حج کی تیاری اور ادائیگی کی باقیات موجود تھیں لیکن حقیقت سے کوسوں دور تھیں۔ ان کی ایک بدعت یہ تھی کہ طواف کیلئے کپڑا صرف اہلِ حمس سے ہی لیا جائے گا اور اگر ان کا کپڑا دستیاب نہ ہو تو مرد ننگے طواف کرتے اور خواتین معمولی کپڑا پہنتی اور اسی میں طواف کرتی تھیں (18)۔ اسی طرح ان کا رواج تھا کہ اگر کوئی شخص بیرونِ حرم سے آکر اپنے کپڑوں میں طواف کرلے تو وہ طواف کے بعد ان کپڑوں کو پھینک دے نہ تو خود استعمال کرے اور نہ ہی کسی اور کیلئے اس کا استعمال درست ہوگا۔ اللہ تعالی نے ان خرافات کو ختم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ یٰبنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد ترجمہ: اے آدم کے بیٹو! ہر مسجد کے پاس اپنی زینت کو اختیار کرلیا کرو (19)۔

(5) ظہار کی رسم:

اہل عرب میں ایک قبیح رسم یہ تھی کہ جب اپنی بیوی کو ماں کہہ دیتے تو پھر ساری عمر اسے ماں کے درجے میں ہی رکھتے۔ یوں خاتون جیتے جی مرجاتی اسے عمر بھر کیلئے معلق کر دیا جاتا وہ نہ تو طلاق کی متحمل ہو سکتی تھی اور نہ ہی کسی اور سے شادی کر سکتی تھی۔ شریعت مطہرہ نے ان کی اس قبیح رسم کی مذمت کی اور واضح کیا کہ ایک ہی وقت میں بھلا کس طرح ایک ہی خاتون دو رشتوں میں منقسم ہو سکتی ہے۔ وہ یا تو بیوی رہے گی یا ماں ہوگی۔ اس حقیقت کی جانب اللہ نے سورۃ الاحزاب میں تفصیلی احکامات نازل فرمائے ہیں اور ایسا کرنے والے کو سخت گنہگار بتلایا گیا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔ ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ان بیویوں کو جن سے تم ظہار کر چکے ہو تمہاری مائیں نہیں بنایا ہے(20)۔ اس حقیقت کو سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے مثال دی ہے کہ جس طرح کسی ایک شخص کے سینے میں دو دل نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ایک ہی خاتون کا بیک وقت ماں اور بیوی رہنا بھی ممکن نہیں ہے۔ تفسیر مظہری میں ذکر ہے کہ دل روحِ حیوانی اور تمام قوتوں کا سرچشمہ ہے اسی وجہ سے ایک آدمی کے دو دل نہیں ہو سکتے۔ اگر بالفرض دو دل ہوں تو ایک دل سارے قلبی افعال سرانجام دے گا۔ اس صورت میں دوسرا دل بے کار ہو گا یا دونوں دلوں سے ایک ہی کام کرے گا تب بھی دو ہونے کا کوئی فائدہ نہ رہا یا ایک دلدوسرے دل سے پہلے دل کے مخالف کام لے گا تو اس فعل سے افعالِ قلبی میں کھلا تناقض پیدا ہو جائے گا(21)۔ گویا جس طرح ایک دل جسم میں درست عضو ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح ایک خاتون بیک وقت ایک ہی رشتے کی متحمل ہو سکتی ہے۔ بہر کیف اس گھناؤنے فعل کو انجام دینے والوں کو نکیل ڈالتے ہوئے شریعت مطہرہ نے واضح کیا کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تو اس وقت تک اس کے قریب نہ جائے جب تک کفارہ کے طور پر دو ماہ مسلسل روزے نہ رکھ لے۔ یہ کفارہ اس لئے عائد کیا گیا تاکہ ہر کوئی رشتوں کا مذاق نہ اڑاتا پھرے بلکہ اپنے قول و فعل کو بہ ہوش و حواس انجام دیا کرے۔ علاوہ ازیں اس قبیح رسم کا خاتمہ کر کے خواتین کو معاشرے میں باعزت مقام عطا کیا گیا۔ ارشاد ربانی ہے۔ ترجمہ: جسے (ظہار کی صورت میں بطورِ کفارہ) غلام نہ ملے تو وہ لگاتار دو مہینے روزے رکھے۔ اس سے قبل کہ ایک دوسرے کو مس کریں۔ پھر جس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے(22)۔

(6) اولاد زندہ در گور کرنا:

اہلِ عرب کا ایک شنیع فعل یہ تھا کہ نومولود خصوصاً بچیوں کو زندہ در گور کر دیتے۔ دورِ جاہلیت کے اس فعل کی بنیادی وجہ مفلسی کا خوف اور رشتوں کی غیرت تھی۔ وہ خیال کرتے کہ میری بیٹی بڑی ہو گی تو اس کے رشتے میرے گھر آئیں گے۔ اولاد بڑی ہو گی تو کھانے میں اپنا حصہ بٹائے گی۔ اس خوف سے نومولود اولاد کو زندہ در گور کر دیا جاتا تھا۔ سنن دارمی میں ایک حدیث ذکر ہے کہ وضین روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ جاہلیت والے اور بتوں کے پجاری تھے اور اولاد کو قتل کر دیتے تھے۔ میری ایک بیٹی تھی جب وہ کچھ بڑی ہوئی اور اس قابل ہوئی کہ میں اسے پکارتا تو وہ خوش ہو جاتی تھی۔ ایک دن میں نے اسے بلایا میں اسے لیکر قریبی کنویں پر آیا اور اسے کنویں میں پھینک دیا۔ اس کے آخری الفاظ میں نے یہ سنے کہ اے میرے ابو اے میرے ابو! رسول ﷺ کے آنسو چھلک پڑے تو قریب بیٹھے صاحب نے کہا کہ آپ نے رسول ﷺ کو افسردہ کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو یہ جس چیز کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ اس نے اسے پریشان کر رکھا ہے۔ پھر فرمایا یہ واقعہ دوبارہ سناؤ۔ انہوں نے دوبارہ سنایا آپ ﷺ اتنا روئے کہ داڑھی مبارک پر آنسو بہنے لگے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اہلِ جاہلیت کے تمام بُرے اعمال بوجہ اسلام قبول کرنے کے معاف فرمادئے ہیں۔ لہٰذا اب نئے سرے سے اعمال کرو(23)۔

مندرجہ بالا حدیث میں دورِ جاہلیت کے قبیح فعل کا تذکرہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ولا تقتلوا اولادکم

خشیۃ املاقنحننرزقھموایاکم (24)۔ یوں اولاد کو زندگی کا بنیادی حق مل گیا اور اہلِ عرب کی جاہلیت ہدایت کے نور سے بدل گئی۔

(7) زیب وزینت کی نمائش:

اہلِ عرب میں اس قبیح رسم کا بھی رواج تھا کہ میلوں بازاروں میں مرد وزن سرِعام پھرتیں۔ ان کے باہمی اختلاط کا یہ عالم تھا کہ خواتین زیب وزینت کی نمائش کو قابلِ فخر سمجھتیں۔ کچھ رہی سہی کسر لونڈیوں نے پوری کر دی۔ عرب کے جاہل اوباشوں کا یہ مشغلہ تھا کہ راہ چلتے اور چوراہوں میں بیٹھ کر خواتین پر آوازے کستے۔ یوں ہر طرف فحاشی اور عریانی نے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ اہلِ عرب ان فحاشیوں کا تذکرہ اپنے اشعار میں کر کے خوش ہوتے اور ان پر فخر کرتے۔ ارشادِ ربانی ہے۔ ترجمہ: اگر منافق باز نہ آئے اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے (یعنی خواتین کا پیچھا کرنے والے) اور مدینہ میں جھوٹی افواہیں اڑانے والے تو ہم ضرور آپ کو ان پر مسلط فرمادیں گے (25)۔ اس آیت کریمہ میں اوباشوں کی فحاشیوں کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ شریعت مطہرہ نے خواتین کو عزت دیتے ہوئے واضح کیا کہ خواتین اپنے مرتبے کو پہچانیں اور جاہلانہ طور طریقوں سے اپنی زیب وزینت کی نمائش کرتی نہ پھریں۔ ارشاد ربانی ہے۔ ترجمہ: اور اپنے گھروں میں رکی رہو اور زمانۂ جاہلیت کی طرح اپنی زیب وزینت ظاہر نہ کرو (26)۔ اسی طرح ایک اور مقام پر پردہ داری اپنانے کی تلقین کرتے ہوئے خواتین اسلام کو مکمل طور سے محفوظ بنادیا تاکہ جاہلانہ رسوم کا خاتمہ ہو اور خواتین معاشرے کی باعزت رکن بن سکیں۔ ارشاد ربانی ہے۔ ترجمہ: اے نبیؐ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے اوپر لٹکالیا کریں (27)۔

(8) چڑھاؤں کی رسمیں:

زمانہ جاہلیت میں اہلِ عرب دیوی دیوتاؤں کی پوجا کے علاوہ ان کے نام پر چڑھاؤں کو مقدس رسمیں سمجھتے تھے اور ایسا کرنا اپنے لئے باعثِ برکت خیال کرتے تھے۔ ان کی جہالت کا یہ عالم تھا کہ ایک بار جب کسی جانور کو بت کے نام پر خاص کر دیتے تو اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے۔ ایسے جانوروں کو کھلم کھلا ہر جگہ گھومنے پھرنے دیا جاتا۔ اسے نقصان سے محفوظ رکھا جاتا۔ نہ تو اس کا دودھ پیا جاتا اور نہ ہی گوشت کھانے کی اجازت ہوتی تھی۔ اسی طرح ان جانوروں پر سواری کرنا یا ان کا اون کاٹنا بھی ممنوع تھا۔ قرآن پاک میں ان کی جاہلانہ رسم کے بارے میں یوں ذکر ہے۔ ترجمہ: اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا، نہ ہی بجار، نہ وصیلہ اور نہ ہی حامی جانور (28)۔

زمانۂ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی اونٹنی پانچ بچے جن دیتی اور پانچواں بچہ نر ہوتا تو اس کا کان چیر دیتے ایسے جانور کو بحیرہ کہا جاتا ہے۔ جسے کھلا چھوڑ دیا جاتا۔ اسی طرح جب اپنے کسی سفر کیلئے جاتے تو نذر مان لیتے کہ خیریت سے واپسی ہو تو میری اونٹنی سائبہ ہو گی۔ ایسی اونٹنی سے نفع اٹھانا بھی حرام گردانتے تھے۔ اسی طرح وصیلہ اس جانور کو کہتے تھے جب بکری سات بچے جن دیتی اور ساتواں نر ہوتا تو مرد کھاتے اور اگر مادہ ہوتی تو بکریوں میں چھوڑ دیتے اور اگر نر اور مادہ دونوں ہوتے تو کہتے کہ یہ اپنے بھائی سے مل گئی ہے۔ اسی طرح وہ نر اونٹ جو دس مرتبہ اونٹنیوں سے جفتی ہو جائے اور یہ اونٹنیاں گابھن ہو جاتیں تو ایسے اونٹ کو چھوڑ دیتے نہ اسے خوراک سے روکتے، نہ کام لیتے نہ چارے سے روکتے نہ پانی سے روکتے ایسے اونٹ کو حامی کہتے ہیں (29)۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام جاہلانہ عقائد اور رسوم کا خاتمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے

انہیں ان رسموں کیلئے پیدا نہیں کیا بلکہ یہ تو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے۔ ولٰکن الذین کفرو ا یفترون علی اللہ الکذب۔ ترجمہ: لیکن کافر اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھتے ہیں(30)۔

خلاصۂ بحث:

اسلام سے قبل دورِ جاہلیت میں ایسی قبیح رسمیں تھیں جن کا مذہبِ ہدایت سے کوئی تعلق نہ تھا اور اہلِ عرب نے ان رسموں کو دینِ الٰہی سے جوڑ رکھا تھا۔ ان رسموں کو بجالانا اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے اور اپنے شعر و کلام میں اس کا خوب چرچا کرتے۔ یہ رسمیں یا تو عبادات سے متعلق غلط سوچ کی حامل تھیں یا ان کی عائلی و معاشرتی زندگی سے متعلق جہالت کا پرتو تھیں۔ بعثتِ نبوی ﷺ کے بعد ان جاہلانہ رسموں کو معاشرے سے محو کردیا گیا اور ایک ایک کرکے تمام غلط عقائد کی تصحیح بذریعہ قرآن کریم کردی گئی۔ درست غلط کی تمیز سے معاشرے کو روشناس کرایا گیا۔ باسیوں کو یہ باور کرایا گیا کہ جن رسموں کو ان لوگوں نے اپنی جہالت کے سبب اپنا رکھا ہے یہ محض شیطانی کھیل ہیں۔ حق اور سچ راستہ وہی ہے جس کا درس قرآنِ پاک دیتا ہے۔

الغرض قرآنی احکامات اپنانے کے بعد یہی لوگ جو کبھی جاہلانہ رسوم کے معتمدین تھے دینِ اسلام کے پیروکار بن گئے اور ان کی زندگی بعد میں آنے والوں کیلئے شمعِ ہدایت بن گئی۔ اللہ نے انہیں قرآن پاک میں یوں خطاب دیا کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔ اللہ نے اپنے بندوں پر بعثتِ نبوی ﷺ کی صورت میں یہ احسان کردیا کہ آپ ﷺ کی متابعت اختیار کرکے خود کو جہالت کی تاریکی سے نکال کر اس ڈگر کے راہی کردیں جس کی منزل اللہ کی رضا کا باعث بن سکے۔

References

1. Ahmad Mukhtar, Abdul Hameed Umar, Majamil Lughat El Arabia Al Muasira, Aalamil Kutub 2008 A.D, v.1, p.414
2. Ahmad Mukhtar, Majamil Lughat El Arabia Al Muasira, v.1, p.414
3. Al-Quran, Chapter.6, Verse.50
4. TaufeeqBaro, Tareekhul Arab Al Qadeem, DarulFikar, Beirut, p.216
5. Al-Shamshati, Abul Hassan Ali Bin Muhammad Bin Al Mutahir Al-Udvi, Al-Anwaar Wa Mahasinul Ashaar, p.11
6. Al-Quran, Chapter.2, Verse.189
7. Ibn-e-Kaseer, AbulFida Ismail Bin Umar Bin Kaseer Al-Qarshi Al-Basri, Tafeerul Quran Al-Azeem, Dar Tayyaba Lil Nashr e WaTauzee 1999 A.D, v.8, p.235
   Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, Sahihul Bukhari, Dar IbneKaseer, DarulYamama, Damishq 1993 A.D, v.4, p.1873 (Hadith # 4636)
8. Ibn-e-Kaseer, AbulFida Ismail Bin Umar Bin Kaseer Al-Qarshi Al-Basri, Tafeerul Quran Al-Azeem, Dar Tayyaba Lil Nashr e WaTauzee 1999 A.D, v.1, p.470
9. Al-Quran, Chapter.2, Verse.158
10. Al-Quran, Chapter.2, Verse.22
11. Al-Quran, Chapter.4, Verse.48
12. Al-Quran, Chapter.9, Verse.31
13. Ahmad Mukhtar, Majamil Lughat El Arabia Al Muasira, v.1, p.250
14. Al-Quran, Chapter.33, Verse.40
15. Al-Quran, Chapter.33, Verse.5

16. Al-Qurtabi, Abu Abdullah Muhammad Bin Ahmad Al-Ansari, Al-Jami-ul-Ahkam- Al Quran, DarulKutab e Al-Misriya, Qahira 1964 A.D, v.14, p.193
17. Al-Quran, Chapter.33, Verse.37
18. Al-Tabari, Abu Jafar Muhammad Bin Jarir, Tafseer Al-Tabari Jami-ul-Bayan, Dar ulHijar2001A.D, v.3, p.529
19. Al-Quran, Chapter.31, Verse.7
20. Al-Quran, Chapter.2, Verse.58
21. Al-Mazhari, Muhammad Sana ullah Al-Mazhari, Al-Tafseer Al-Mazhari, Matabatul Rasheed Pakistan 1412Hijri, v.7, p.282
22. Al-Quran, Chapter.28, Verse.4
23. Al-Darimi, Abu Muhammad Abdullah Bin Abdur Rahman Bin Al-Fazal Al-Tamimi Al-Samarqandi, Musnad Al-Darimi, DarulMughni Saudi Arabia 2000A.D, v.1, p.153
24. Al-Quran, Chapter.17, Verse.31
25. Al-Quran, Chapter.33, Verse.60
26. Al-Quran, Chapter.33, Verse.33
27. Al-Quran, Chapter.33, Verse.59
28. Al-Quran, Chapter.5, Verse.103
29. Al-Mazhari, Al-Tafseer Al-Mazhari, v.3, p.193,194
30. Al-Quran, Chapter.5, Verse.103